۱۸۵۷ء
(روزنامچے، معاصر تحریریں، یادداشتیں)
مرتبہ: محمد اکرام چغتائی

۱۸۵۷ء

(روزنامچے، معاصر تحریریں، یادداشتیں)

مرتبہ

محمد اکرام چغتائی

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

954.912 Chaghatai, M. Ikram
1857: Roznamchay, Muaasir Tehrerain, Yaddashtain/ ed. by M. Ikram Chaghatai.- Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2007.
928pp.
1. History - Indian Mutiny (1857).
I. Title.

2007
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور
سے شائع کی۔

ISBN 969-35-1968-X

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

مقابلہ کی مجال نہ تھی اس لئے منتشر ہو گئے۔ انگریزوں کے لشکر کے دو آدمی باغیوں سے آ ملے اور کہا کہ آج انگریزوں کو اور ہی خدشہ ہے کیونکہ ان کے لشکر میں محض دو ہزار آدمی ہیں۔ اس بات کو سن کر بادشاہ نے فرمایا ؎

سپاہی لشکر نیاید بکار   دو صد مرد جنگی بہ از صد ہزار

اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے نصیب کا ستارہ چمک رہا ہے اور ان کے اقبال کا آفتاب جلوہ گر ہے اور یہی بات ان کے لئے کافی ہے:

بخت گرخنداں بود سنداں بدنداں بشکند   بخت خواب آلودہ راپا لودہ دنداں بشکند

۷۔ ذی الحجہ، ۳۰ جولائی

بادشاہ، روشن آرا باغ میں اپنے معین مقام پر عبادت کے لئے تشریف فرما ہوئے اور خوب دعا کی اور (لوگوں کو) تلقین صبر کی۔

۸۔ ذی الحجہ، ۳۱ جولائی

باغیوں کے کمینہ پن کی وجہ سے تمام مسلمانوں نے ان کی سرکوبی کا قصد کیا اور ایک جماعت ان کی دشمنی پر مستعد ہوئی۔ امراء شاہی جو کچھ دیکھتے یا سنتے تھے، سب کچھ بادشاہ کی خدمت میں آ کر عرض کرتے تھے۔ (انہوں نے اطلاع دی) کہ ایک فتنہ پرداز گروہ عرصہ سے مسلمانوں کے ساتھ بہت کینہ رکھتا تھا۔ باغیوں کی آمد کو اس گروہ نے اپنی دشمنی نکالنے کے لئے غنیمت سمجھا اور یہ دلیل پیش کی کہ اپنے ہم مذہبوں کے آنے سے ہمیں بڑی مسرت ہوئی ہے اور دشمنی و انتقام کے لئے نیا حیلہ مل گیا۔ پس ایک ہم مذہب نے دوسرے ہم مذہب کے ساتھ رسم اتحاد اختیار کی اور دوستی کے ذریعہ اپنا لیا۔ جب دونوں کے دل مل گئے تو ایک دوسرے نے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ باطنی کینہ ظاہر ہوا۔ خصوصاً اس شہر کے مضافات کے رہنے والوں کی دلی دشمنی اور بڑھ گئی، ہوس تازہ ہوئی اور خودغرضی کے پیدا ہونے سے طرح طرح کی موہوم آرزوئیں ظاہر ہونے لگیں۔ اسلامی طریقہ کو بند کرنے کے لئے سرگرمی دکھائی گئی۔ بہت دنوں کی بات ہے کہ یہ لوگ اپنے بعض ہم مذہب مفسدوں کی رہنمائی میں شہر کے قصائیوں سے دست و گریبان ہوئے اور چار قصائیوں کا خون بہا دیا۔ جو مسجدیں سر بازار ہیں، ان میں اذان کو منع کرتے ہیں۔ اب جو عید قربان کا چاند نظر آیا تو انہوں نے قربانی کے متعلق یہ منادی کی ہے کہ گائے کی قربانی ہرگز نہ ہونے پائے۔ جب ان کی سرکشی حد سے گزر گئی تو تمام مسلمانوں نے ان کی تادیب کی کوشش کی۔ شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین، مولانا شاہ احمد سعید جو قابل تعریف اور برگزیدہ ہستی ہیں، سب سے پہلے ان مفسدوں سے جہاد کے لئے اٹھے اور جہاد کا جھنڈا جامع مسجد کے سامنے نصب کر دیا اور جہاد کی تلقین کی اور عام دعوت دی۔ جوں ہی لوگوں نے سنا ان کے گرد آ کر جمع ہونے لگے۔ جامع مسجد کے سامنے عقیدت مندوں کا جمگھٹا لگ گیا۔ اکثر مجاہدین نے اسی

جگہ کو اپنا مسکن بنالیا۔ اکثر دکان داروں نے انہیں خورد ونوش دینے کی ہمت کی۔ جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو انہیں غصہ آیا اور کہا: یقیناً اس خانہ خراب کردہ (باغیوں) نے ہمارے یہاں بھی خرابی پیدا کی۔ ان کی سرزنش کے لئے ضرور اٹھنا چاہئے، لیکن اس میں کچھ تامل (بھی) ضروری ہے۔

بتندی سبک دست بردن بہ تیغ　　　بدنداں برد پشتِ دستِ دریغ

بادشاہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ باغیوں کا ایک کمینہ صفت جرگہ شکوہ و شکایت کرتا اور شور مچاتا ہوا، بارگاہ میں داخل ہوا۔ پس بادشاہ نے مفتی صدرالدین خاں کی زبانی جو سنجیدہ گو، شگفتہ مزاج، ذی علم اور بالحاظ آدمی تھے، (مولانا شاہ احمد سعید) کے پاس کچھ کہلا بھیجا اور یہ شعر بھی اپنے قلم سے لکھ کر دیا۔

رُخ متاب اے یار گر پشت نیاز آرد کسے　　　نازنیں آں بہ کزو ہرگز نیاز آرد کسے

پس مولانا نے بادشاہ کے ایما سے اپنا ارادہ جہاد ترک کر دیا۔

۹۔ ذی الحجہ، یکم اگست

بخت خاں نے بارگاہ میں شکایت کی کہ لشکریوں کا مقاتلہ شہر والوں کی شماتت کا باعث ہے اور یہ امر اہل جنگ کے لئے غم و افسوس کا سبب ہے اور یہ اظہار خوشی غالباً امرائے شاہی کی جانب سے کیا جاتا ہے کہ وہ برملا لشکر والوں کو "نامزد" کہتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا: ہاں نامرد کہنا ناجائز ہے، لیکن "نیم مرد" کہنا درست ہے۔

۱۰۔ یوم عید قرباں، ۲ اگست

بادشاہ موتی مسجد میں عیدالضحیٰ کی نماز دوگانہ ادا کرنے کے لئے گئے۔ نماز اور خطبہ پڑھا اور دعا مانگی۔ پھر اُٹھے تا کہ نذر گزاری کی انجمن آراستہ کریں اور پیش کش قبول کرنے کے لئے تشریف فرما ہوں۔ پس نذر پیش کرنے کے طریقے نے فروغ حاصل کیا اور انعام شاہی کے آئین نے وسعت پائی۔ دائیں طرف کے شاہزادوں اور بائیں جانب کے امیر زادوں سے ابتدا ہوئی۔ پھر ارباب علم و حکمت کا گروہ اس سے بہرہ یاب ہوا۔ اس کے بعد ہر شخص اپنے مرتبہ کے مطابق نذر ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ حافظ قطب الدین محافظ درگاہ آثار شریف حضرت سرور کائنات افضل موجودات صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات لے کر جامع مسجد سے قلعہ آئے۔ بادشاہ نے چند قدم بڑھ کر استقبال کیا۔ چونکہ یہ زیارت حصول سعادت دارین کا باعث تھی، بہت سا روپیہ اس پر نثار کر کے بوسہ دیا اور آنکھ سے ملا اور سر پر بطور تاج کے رکھا اور حافظ قطب الدین کو تین پارچہ کا خلعت پہنایا۔

نیمچہ کے لشکر کے سرداروں نے چند ہاتھی اور گھوڑے مع سونے چاندی اور ساز و سامان کے پیش کئے، لیکن قبول نہ ہوئے۔ قبول کرنے کی التجا کی گئی تو بادشاہ نے فرمایا کہ لوٹ مار کا مال بادشاہوں کی پیش کش کے لئے

مناسب نہیں ہوتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم غلاموں نے یہ سرمایہ میدان جہاد میں جان پر کھیل کر جمع کیا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا: "نہیں نہیں، بلکہ تم نے زیاں کاری اور تبہ کرداری سے اسے حاصل کیا ہے"

ہاں! غیاث الدولہ ارکا غانیس زماں حکیم رضی الدین خاں اور حکیم مرزا بہادر بیگ دیر میں پہنچے اور نذر پیش کی۔ حکیم غیاث الدولہ نسل سے مغل ہیں، ان کے بھائی حکیم محمد حسین خاں بھی حکیم اور فخر خاندان ہیں، اعتماد الدولہ مہابت خاں بہادر کے بالواسطہ رشتہ دار ہیں۔ وہ اسرار حکمت اور رموز طبابت میں ماہر تھے۔ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ستر سے زیادہ عمر تھی۔

۱۱۔ ذی الحجہ، ۳ اگست

مولوی احمد علی نے ناہر سنگھ راجہ بلب گڈھ کی جانب سے نذر پیش کی اور ناہر سنگھ کی عرضی سے یہ امر ظاہر ہوا کہ اس نے اپنے چچیرے بھائی نول سنگھ کو نامزد کر کے دہلی بھیجا ہے۔

بدرالدین خاں مہرکن نے دہانِ فرنگ کا ایک نگینہ جس پر آیت نصر من اللّٰہ وفتح قریب کندہ تھی، نذر کیا۔ بدرالدین مہرکنی میں اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا۔

۱۲۔ ذی الحجہ، ۴ اگست

غلام علی خاں جو نواب جھجر کے خاص ملازمین اور مخصوص خادموں میں سے تھا، درگاہ میں باریابی کی آرزو لے کر آیا اور اکیس اشرفیاں رئیس جھجر کی طرف سے بطور نذر پیش کیں اور گزارش کی کہ نواب جھجر نے ایک ماہر جنگ میر اکبر علی نامی کو، جس نے بارہا مہمات سر کی ہیں، پچاس تجربہ کار سواروں کا افسر بنا کر دارالخلافہ بھیجا ہے۔ اس نے میدان جنگ میں قیام کیا ہے کیونکہ اسے جاں نثاری کی کمال درجہ آرزو ہے اور بادشاہ کی قدم بوسی کا بھی اشتیاق ہے۔ یہ شخص عنقریب آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر مرتبہ سعادت حاصل کرے گا، لیکن جب اس نے انگریز بہادروں کی شعلہ زنی کا وقت دیکھا تو سراسیمہ ہو گیا۔ چنانچہ شہر کی طرف بھاگا اور کلاں محل میں آ کر قرار لیا۔

۱۳۔ ذی الحجہ، ۵ اگست

آج صبح کے وقت بہت سے لوگ جو فن جنگ سے ناآشنا تھے، مقابلہ کے لئے پہاڑی کی جانب تیزی سے بڑھے۔ جب لڑنے کا وقت آیا تو بھاگ نکلے۔ مقابلہ ہوا۔ فتح انگریزوں کی رہی۔

۱۴۔ ذی الحجہ، ۶ اگست

فرزند علی خاں کے بھائی اور راجہ مان سنگھ تعلقداران اودھ کی عرضی سے اطلاع ملی کہ اس وقت برجیس قدر

کو (جو معشوقہ بیگم کے بطن سے ہے اور نسلاً یورپی ہے اور سلسلہ نسب خانہ زاد دولت واجد علی شاہ سے ملتا ہے) کام نکالنے کی غرض سے، جب تک کسی دوسرے شخص کو درگاہ والا کی طرف سے مامور کئے جانے کا حکم صادر ہو، کچھ دنوں کے لئے اودھ کا صوبہ دار بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ اودھ کا صحیح انتظام ہو سکے اور شورش و فساد کے وقت اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔ اگر اس کا ''بدل'' آجائے گا تو وہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ جس دن سے برجیس قدر نے کام ہاتھ میں لیا ہے، فرماں برداری اور اطاعت گزاری کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ بادشاہ کی خوشنودی اور درگاہ خاقانی کی جبیں فرسائی کے سوا کوئی دوسری بات اس کے ذہن میں نہیں آتی اور سوائے ملکی اور مالی مہمات پر غور کرنے کے کوئی دوسرا مشغلہ نہیں ہے۔ چونکہ خانہ زاد ہے اس لئے اسے کرامت و شرافت کی امید اور ملامت و ذلت کا اندیشہ ہے۔

۱۵۔ ذی الحجہ، ۷ اگست

انگریزی فوج کے دو آدمیوں نے دہلی آکر افشائے راز کیا۔ جب انگریزی لشکر کے افسروں کے ارادہ کے بارے میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ فوج کے افسر فتح کے وقت شہر کو لوٹنے اور برباد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا:

حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

۱۶۔ ذی الحجہ، ۸ اگست

نواب مرزا ضیاء الدین احمد خاں بہادر کو عصائے سلطانی عطا ہوا۔ جب ان کو یہ اعزاز ملا تو نذر پیش کی۔

نواب مرزا ضیاء الدین احمد خاں بہادر نیک سیرت اور ستودہ اخلاق رئیس تھے اور امتیازی شان کے مالک تھے۔ مردم شناس اور غریب نواز تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے عادات و اخلاق پسندیدہ تھے۔ فارسی اور عربی علوم میں کمال حاصل تھا۔ نظم و نثر میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔

۱۷۔ ذی الحجہ، ۹ اگست

شاہزادہ جہاں اختر درانی کے بیٹے محمد عظیم نے دولتِ انگلشیہ سے بغاوت کر کے بارگاہ شاہی سے تعلق پیدا کیا۔ سرسہ، ہانسی اور حصار کا انتظام ان کے سپرد کرنے کا حکم ہوا۔ فرمان لینے کے لئے آئے۔ شام کو بادشاہ کی جانب سے مطبخ خانہ خاص سے چند خوان طعام ملنے کا شرف حاصل ہوا۔

۱۸۔ ذی الحجہ، ۱۰ اگست

پاٹودی کے حاکم نے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ کچھ دنوں سے چند سوار پاٹودی میں بری طرح لوٹ مار کر رہے

ہیں اور کہتے ہیں کہ تین لاکھ روپیہ حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کا حکم ہے۔ اگر چہ غلام کو اس کے ادا کرنے اور خصوصاً اس وقت میں اتنی بڑی رقم کے فراہم کرنے کی طاقت و استطاعت کہاں ہے، لیکن غلام کے لئے فرمان عالی کی تابعداری ناگزیر ہے۔ جو کچھ غلام کا ہے وہ حضور کے غلاموں کا ہے۔ شاہ نے جب اس معمہ پر غور فرمایا تو یہ انکشاف ہوا کہ پچاس غنڈوں نے شاہی سواروں کا بھیس بدل کر آزار رسانی کی سیرت اختیار کر لی ہے اور سب سے پہلے پاٹو دی میں قدم رکھا ہے۔ پس قہر سلطانی جوش میں آیا اور حکم ہوا کہ اپنی جگہ اطمینان اور سکون سے بیٹھے رہیں اور اس جماعت کو رسی سے باندھ کر چومیخا کر کے دارالخلافہ بھیج دیں۔

۱۹۔ ذی الحجہ، ۱۱ اگست

نجم الدولہ نواب اسد اللہ خاں غالبؔ نے ایک قصیدہ لکھ کر بادشاہ کو سنایا اور خلعت زیب تن کیا۔

غالبؔ فارسی زبان پر پورا عبور رکھتے تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ ہندوستان میں پیدا ہوئے لیکن اہل فارس پر سبقت لے گئے۔

۲۰۔ ذی الحجہ، ۱۲ اگست

باغیوں کا ایک گروہ انگریزوں سے لڑنے کے لئے گیا اور قبل اس کے کہ ہنگامہ جنگ زیادہ گرم ہو، شہر کو واپس آ گیا۔

۲۱۔ ذی الحجہ، ۱۳ اگست

نواب یوسف علی خاں صاحب رام پور نے انگریزوں کے مشورہ سے ایک عرضی لکھی اور نذر ارسال کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ نہال الدین نامی ایک شخص کو یہ عرضی اور کچھ روپیہ بطور نذر پیش کرنے کے لئے بھیجا۔ آج نہال الدین بارگاہ میں باریاب ہوا اور عرضی اور نذر پیش کی۔ بادشاہ نے نواب یوسف علی خاں کی معروضات پوری توجہ سے سنیں۔ چونکہ مضمون تقریر سے اس کی بہت عقیدت مندی ثابت ہوئی اس لئے بادشاہ نے نذر قبول فرما کر کہا کہ بے بنیاد باتوں کو سن کر ہمارا خیال یوسف علی خاں کے بارے میں اچھا نہیں تھا، لیکن آج یہ آشکارا ہو گیا کہ وہ ابھی باہوش ہے اور اطاعت سے مملو ہے۔

بے شک نواب یوسف علی خاں بہادر فہم و بصیرت سے آراستہ تھے۔ ہاں ان کے صاحبزادہ نواب کلب علی خاں بہادر جب صاحب کمال ہوئے تو اعلیٰ ادنیٰ سب کے ساتھ نیکی کی۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ شاہ جہاں آباد کی مسجد جامع شاہجہانی کی مرمت کے لئے دیا۔ وہ علم سے آراستہ تھے اور بردباری ان کی سرشت میں داخل تھی۔ ایک سال تمام کاروبار سے دست بردار ہو کر مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا اور فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت